Submission of E-contents

1. Name: DR. MD. ZEYAUR RAHMAN,
2. Designation: Associate Professor,
3. Department/College: URDU / S. Sinha College, Aurangabad
4. Subject: URDU
5. Course Type : (UG/PG/UG Vocational Courses/PG Vocational Courses/Medical/Para-Medical/LAw/Technical/ Educational/ Diploma) write anyone : PG
6. Course (B.A/B.Sc/B.Com/M.A./M.Sc/M.Com) write anyone :
   M.A., 4th Sem - paper-14
7. Title/Heading of e-content : TULOO-E-ISLAM
8. Image to be displayed with e-content (1125x750 in jpg or png only): drive link
9. PDF of e-content (in . pdf and < 10Mb) : drive link
10. URL from YouTube Video of e-content:
11. Whatsapp Number * 9431632576

NOTE: In Sr.No.9 &10, One must be filled.

Fill and send to munodalgaya@gmail.com

12.8.2020

طلوعِ اسلام

M.A. 4th Sem, Paper-14

بانگِ درا کی یہ آخری نظم ۱۹۲۲ء میں لکھی گئی۔ جب اقبال خضرِ راہ لکھ رہے تھے تو عالمِ اسلام مایوسی کے اندھیرے میں گھرا ہوا تھا لیکن اس تاریکی میں اقبال کو امید کی ایک کرن نظر آ رہی تھی اور انہیں یقین تھا کہ مسلمان ایک دن ضرور سربلند ہوں گے۔ یہ پیشین گوئی درست ثابت ہوئی۔ ترک رہنما مصطفیٰ کمال پاشا نے یونانیوں کو شکست دی اور مسٹر گلیڈسٹن کا دبدبہ خاک میں مل گیا تو اقبال خوشی سے سرشار ہو گئے اور جیسا کہ اس نظم کے عنوان سے ظاہر ہے انہوں نے مسلمانوں کے عروج کا سورج ایک بار پھر سے طلوع ہوتا نظر آیا۔ اقبال رجائی شاعر تھے وہ کبھی مایوس اور ناامید نہیں ہوئے۔ لیکن یہاں کچھ اور ہی کیفیت نظر آتی ہے۔ انہیں مسلمان قوم فتح و کامرانی سے ہمکنار ہوتی نظر آ رہی ہے۔ اس لیے پوری نظم مسرت و شادمانی کے جذبے سے معمور ہے۔ نظم کا فنی تجزیہ کرنے سے پہلے اس کی تخلیق کا مدعا سمجھا جائے۔

اس نظم پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کا موضوع ہنگامی ہے یعنی یہ نظم مخصوص حالات اور ایک خاص واقعے یعنی مصطفیٰ کمال پاشا کی کامیابی سے متاثر ہو کر لکھی گئی۔ گویا ایک وقتی جوش اس نظم کی تخلیق کا محرک ہوا۔ یہ بات بھی سب کے علم میں ہے کہ مسلمانوں کی توقعات پر مصطفیٰ کمال پورے نہیں اتر سکے جب انہوں نے اسلام کے دائرے سے ہٹ کر ترکی میں جدید اصلاحات رائج کیں اور یورپ کے طور طریقوں کو اپنایا۔ تو اقبال بھی ان سے بدظن ہو گئے اور اپنی بیزاری کا علانیہ اظہار کیا۔ خیالات و حالات میں اس انقلاب کے باوجود یہ نظم زندہ رہی تو اس لیے کہ عظیم شاعری کی پہچان ہی یہ ہے کہ جب اس میں پیش کیے گئے افکار و جذبات بے معنی و بے مصرف ہو جائیں تب بھی اس میں قارئین کی دلچسپی برقرار رہے۔ اقبال کی یہ نظم آج بھی شوق اور دلچسپی سے پڑھی جاتی ہے تو اس لیے کہ اقبال کا ایک فنی کارنامہ ہے۔

اس نظم میں نو بند ہیں پہلے بند کا پہلا مصرعہ ہی ان الفاظ میں عنوان کی تشریح کر دیتا ہے کہ "افق سے آفتاب ابھرا گیا دورِ گراں خوابی" - اس بند میں ذرا آگے چل کر اس یقین کا اظہار کیا گیا ہے کہ

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے ۞ شکوہِ ترکمانی، ذہنِ ہندی، نطقِ اعرابی

دوسرے بند میں مصطفیٰ کمال پاشا کو ترک شیرازی لقب سے یاد کرکے ان کی خدمت میں خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے دشمنانِ اسلام کو شکست دے کر مسلمانوں کا سر بلند کر دیا - یہ مشہور شعر بھی انہی کی شان میں کہا گیا ہے کہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ۞ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس نظم کا مجموعی طور پر جائزہ لیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ طلوعِ اسلام ایک طویل اور پیچیدہ نظم ہے - شاعر کہیں مسلمانوں کی فتح پر مسرت کا اظہار کرتا ہے، کہیں تاریخِ اسلام کے واقعات دہراتا ہے، کہیں معاصر حالات کا ذکر کرتا ہے، کہیں مسلمانوں کو ان کی عملی کوتاہیوں سے باخبر کرتا ہے، کہیں اپنی تابناک مستقبل کی پیشگوئی بشارت دیتا ہے - ظاہر ہے اتنے مضامین کی ایک پیرائے میں ولولہ انگیز ادا نہیں کیے جا سکتے اس لیے مختلف اسالیب اس میں اختیار کیے گئے ہیں - شاعر کو استعاراتی زبان کے پہلو بہ پہلو خطیبانہ طرزِ بیان اختیار کرنا پڑا - اس نظم میں چند خامیاں بھی نظر آتی ہیں مثلاً ارتکاز کی کمی واضح طور پر محسوس ہوتی ہے اور بلاشبہ نظم کے ایسے حصوں میں شعریت کی کمی ہے - نمایاں ایسے اختصار سے اپنا مقصد پورا ہوتا نظر آتا ہے - بہر حال اقبال ایک پیامی شاعر ہیں اور

DR. MD. ZEYAUR RAHMAN,
Associate Professor,
Deptt. of Urdu, S. Sinha College, Aurangabad
Course: M.A. 4th Sem, Paper-14
Title/Heading of E-content: "TULOO-E-ISLAM"
Whatsapp No. 9431632576